

بعد از موت نماز و روزہ کے فدیہ کے تفصیلی احکام

# تفاسیر الاحکام لفدیۃ الصلوۃ والصیام

۱۳۱۶ھ

تصنیف لطیف

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

# تفاسیر الاحکام لفقديۃ الصلوة والصيام

۱۳

ھ

۱۶

(بعد از موت نماز و روزہ کے فدیہ کے تفصیلی احکام)

بسم الله الرحمن الرحيم

الله رب محمد صلى عليه وسلم

مرسلہ از پٹنہ محلہ لودی کٹرہ مرسلہ قاضی محمد عبدالوحید صاحب فردوسی ۱۰ صفر ۱۳۱۶ھ

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں :

(۱) موتی کے روزہ کا فدیہ جو فقہ کی کتابوں میں نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو لکھا ہے ، اس وزن کی نظیریں اس ہندوستان کے کس وزن کے برابر کی گئی ہے ، کتب فقہ میں جو فی روزہ دو سیر گیہوں یا چار سیر جو لکھا ہے وہ بیس گندے کے حساب سے ہے یا انیس گندے کے ؟ غرض پٹنہ ضلع میں اگر کوئی شخص فدیہ دینا چاہے تو وہ کس وزن سے فی روزہ دے گا ؟

(۲) چاول کا حساب کس چیز میں ہوگا گیہوں یا جو میں ؟ یعنی فی روزہ چاول مثل گیہوں کے ۲ ہمار یا مثل جو کے ۴ شمار دیا جائے گا ؟ اور اگر چاول دیا جاسکتا ہے تو کُل اقسام کے چاول ایک ہی حساب میں ہیں یا باسستی ، سیلہا ، جوشاندہ مثل گیہوں کے اور مرٹھا چاول مثل جو کے ہے ؟

(۳) دھان مثل جو کے فی روزہ ۴ مار دے سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) فدیہ روزہ کا اگر کسی کے ذمہ بہت سا باقی ہے تو وہ کل بیک دفعہ بیک وقت ادا کرے یا بدفعات جز و جزو کر کے دے سکتا ہے مثلاً زید متوفی کے ذمہ ۳۰ روزوں کا فدیہ باقی ہے تو یہ ۶۰ ٹنار گیہوں بیک دفعہ بیک وقت دینا چاہئے یا ایک ایک دو دو کر کے ادا کر دینے کا مجاز ہے کہ نہیں؟ اس میں ایک صورت یہ بھی نکلتی ہے کہ اگر زید کے ذمہ ایک ہی روزہ کا فدیہ باقی رہے تو وہ اس دسیر گیہوں کو پاؤ پاؤ کر کے ۸ دفعہ یا آدھ آدھ سیر کر کے ۴ دفعہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

(۵) متعدد روزوں کا فدیہ کل ایک ہی دن ایک شخص کو دے سکتے ہیں یا روز روز دوسرے دوسرے کو دینا چاہئے؟ مثلاً زید متوفی کے ذمہ دس روزوں کا فدیہ چاہئے تھا اگر یہ ادا کیا جائے تو کل ایک ہی شخص کو ایک ہی دن بیک وقت بیک دفعہ دے دے یا ایک ہی آدمی کو دس روز پیہم دے یا ایک ہی دن میں دس آدمیوں کو دے دے یا دس روز کر کے دوسرے دوسرے کو دے، اس کی چار شکلیں نکلیں، وہو ہذا:

شکل اول: ایک ہی دن ایک شخص کو کل دسوں روزوں کا بیک دفعہ بیک وقت دیا جائے۔

شکل دوم: ایک ہی آدمی کو دس روزوں تک برابر دیا جائے۔

شکل سوم: ایک ہی دن میں دس آدمیوں کو دیا جائے۔

شکل چہارم: دس روز کر کے دس آدمیوں کو دیا جائے — یہ چاروں شکلیں جائز ہیں یا نہیں؟

(۶) اس کے مستحق کون کون اشخاص ہیں؟ سید کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اقربا میں جو لوگ غریب ہیں ان کو دینے کا حکم ہے یا نہیں؟ گھر کے نوکر چاکر کو اگر دیں اور مشاہرہ یا کھانے میں وضع نہ کریں تو جائز ہے یا نہیں؟

(۷) غلہ دینا بہتر ہے یا اس کی قیمت باندھ کر جو اس زمانہ میں نرخ بازار ہو، کون زیادہ مناسب ہے؟ اور نقد روپیہ کا بھی کل وہی حکم ہے جو غلہ کا ہے یا فرق ہے؟

(۸) اگر کسی غریب کے ذمہ روپیہ قرض کا باقی ہے اور فدیہ پانے کا مستحق ہے تو روپیہ فدیہ میں روزے کے دے سکتا ہے یا نہیں؟

(۹) فدیہ ادا کرتے وقت یہ لفظ کہنا چاہئے کہ یہ غلہ یا نقد فلاں کے روزہ کا فدیہ ہے یا انما الاعمال بالنیات<sup>۱</sup> (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ ت) کافی ہے؟

(۱۰) شیخ فانی اور موتی کے فدیہ کے احکام میں کوئی فرق ہے یا دونوں کا ایک گم ہے اور اگر فرق ہے تو وہ کونسا فرق ہے؟  
 (۱۱) اگر اپنی زندگی میں ہی روزہ قضا شدہ کا فدیہ کوئی شخص دے دے حالانکہ وہ شیخ فانی نہیں ہے تو وہ روزہ اس سے ساقط ہوگا یا نہیں؟

(۱۲) اگر زید نے انتقال کیا اور اس کے ذمہ روزہ فرض باقی رہ گیا ہے تو اس کے وارث یا اقربا اُس روزہ کے بدلے میں روزہ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا

### الجواب

(۱) وزن بلاد میں مختلف ہوتے ہیں لہذا ہم تولوں اور انگریزی روپوں کا حساب بتاتے ہیں کہ ہر شخص اپنے یہاں کے وزن رائج کو باسانی اس سے تطبیق دے سکے۔ ایک روزہ یا ایک نماز کا فدیہ یا کفارہ میں ایک مسکین کی خوراک یا ایک شخص کا صدقہ قطر یہ سب گیسوں سے نیم صاع اور جو سے ایک صاع ہے۔ صاع دو سو ستر تولے ہے، نیم صاع ایک سو پچیس تولے۔ تولہ بارہ ماشہ، ماشہ آٹھ رتی، رتی آٹھ چاول۔ انگریزی روپیہ سیکڑہ رائج سوا گیارہ ماشہ ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

اعلم ان الصاع اربعة اعداد والسعد معلوم ہونا چاہئے کہ صاع چار ہند اور ہند چالیس استار  
 بالکاستار اربعون والستار یکسرو الہجرت اور استار (ہجرت پر کشر کے ساتھ) ساڑھے چار مشقال  
 بالمشاقیل اربعة ونصف کذا فی شرح درالبحار مختصا ہے، جیسا کہ شرح درالبحار میں ہے اہل طہار (ت)  
 صاع چار ہند ہے اور ہر ہند چالیس استار اور ہر استار ساڑھے چار مشقال، تو ہر ہند ایک سو اسی  
 مشقال ہوا اور مشقال ساڑھے چار ماشہ ہے ولہذا درہم شرعی کہ مشقال کا ایک سات عشر ہے۔  
 فی الدر المختار کل عشرة درہم وزن در مختار میں ہے ہر دس درہم بوزن سات مشقال  
 سبعة مشاقیل ہے

پچیس رتی اور پانچواں حصہ رتی کا ہوا یعنی ۳ ماشہ  $\frac{1}{3}$  سرخ۔ جو اہل الاخلاطی میں ہے،  
 الدرہم الشوعی خمس وعشرون حبة و درہم شرعی پچیس رتیاں اور رتی کا پانچواں حصہ  
 خمس حبة ہے (ت)

۸۳/۲	مصطفیٰ البانی مصر	باب صدقۃ الفطر	لہ ردالمحتار
۱۳۲/۱	مجتبائی دہلی	باب زکوۃ المال	لہ الدر المختار
۲۲ ص		کتاب الزکوۃ (قلمی نسخہ)	لہ الجواہر الاخلاطی



کشف الغطاء میں ہے :

بدانکہ معتبر نزد ما صاع عراقی ست و آن ہشت  
رطل ست، و رطل بمیت استار، و استار چارہ  
نیم مثقال، و مثقال بمیت قیراط و قیراط یک جہہ و  
چہار خمس جہہ، وجہ کہ آزا بغار سی سرخ گویند ہشتم  
حصہ باشد است. پس مثقال چارہ نیم ماشہ  
باشد۔

واضح رہے ہمارے نزدیک عراقی صاع معتبر ہے اور  
وہ آٹھ رطل ہے، رطل بمیت استار کا ہوتا ہے اور  
استار ساڑھے چار مثقال کا، مثقال بمیت قیراط کا  
اور قیراط ایک اور جہہ کے چار خمس کا ہوتا ہے، اور جہہ  
جسے فارسی میں سرخ کہا جاتا ہے وہ ماشہ کا  
آٹھواں حصہ ہوتا ہے، لہذا اب مثقال ساڑھے چار  
ماشے قرار پایا۔ (ت)

اسی حساب سے دو سو درم نصاب فضہ کے ساڑھے باون تولہ اور بمیت مثقال نصاب ذہب کے  
ساڑھے سات تولے ہوتے ہیں، پس چہارم صاع کی مقدار آٹھ سو دس ماشے یعنی ساڑھے ٹرسٹھ (۶۷۰) تولے  
ہوئے اور نیم صاع ۳۵ تولے اور اس انگریزی روپیہ سے ایک سو چالیس روپے بھر جہاں سیر سوروپے بھر یعنی  
ترافے تولے نو ماشے کا ہو جیسے بریلی، وہاں نیم صاع کے کچھ کم ڈیڑھ سیر یعنی ایک سیر سات چٹانک دو ماشے  
ساڑھے چھ رتی ہوئے، اور ایک صاع کے آدھ پاؤ کم تین سیر اور پانچ ماشے پانچ رتی، اور انگریزی سیر سے کہ  
اسی روپے بھر یعنی پورے پچھتر تولے کا ہے اور دہلی و کھنویں وہی رائج ہے ساڑھے تین سیر اور ڈیڑھ چٹانک  
اور دسواں حصہ چٹانک کا ریاست رام پور کا سیر چھانوے روپے یعنی پورے نوے تولے کا ہے وہاں  
تین سیر کامل کا ایک صاع و علیٰ ہذا القیاس فی سائر البقاع (اسی قاعدے پر باقی علاقوں کو قیاس  
کیا جائے۔ ت)

(۲ و ۳) گندم و جو کے سوا چاول دھان وغیرہ کوئی غلہ کسی قسم کا دیا جائے اس میں وزن کا کچھ لحاظ  
نہ ہوگا بلکہ اسی ایک صاع جو یا نیم صاع گندم کی قیمت ملحوظ رہے گی اگر اس کی قیمت کے قدر ہے تو کافی مثلاً  
نیم صاع گیہوں کی قیمت دو آنے ہے تو روپے کے چار سیر والے چاول سے صرف آدھ سیر کافی ہوں گے  
اور چالیس سیر والے دھان سے پانسیر دینے ہوں گے۔ درمختار میں ہے :  
ہالہ منص علیہ کذا رقة و خبز یعتبر فیہ  
القیمۃ۔  
وہ چیزیں جن پر نص مذکور نہیں مثلاً باجرہ اور روٹی،  
تو ان میں قیمت کا اعتبار ہے (ت)

کشف الغطاء فصل در احکام دعا و صدقہ و نخوان از اعمال خیر برائے میت مطبعہ احمدی، دہلی ص ۶۸  
نہ الدر المختار باب صدقۃ الفطر مجتبائی دہلی ۱۳۵/۱

ہندیہ میں ہے :

انما تجب من اربعة اشياء من الحنطة  
والشعير والتمر والنبيذ وما سواه من  
الحبوب لا يجوز الا بالقيمة التي ملقطا.

باب میں ہے :

هذه اربعة انواع لاخاص لها واما  
غيرها من انواع الحبوب فلا يجوز الا  
باعتبار القيمة كالارز والذرة والماش  
والعدس والحمص وغير ذلك.

یہ صرف ان چار چیزوں میں لازم ہے گندم، جو، کھجور  
اور منقہ اور جو ان کے سوا غلہ جات ہیں ان میں  
فقط قیمت کا ہی اعتبار ہوگا (ملقطا) (ت)

ان کی چار ہی اقسام ہیں پانچویں کوئی نہیں، لہذا  
ان کے علاوہ غلہ جات میں قیمت ہی کا اعتبار ہوگا  
مثلاً چاول، باجبرہ، ماش، مسور اور  
چنے وغیرہ (ت)

(۴ و ۵) فدیہ نماز روزہ میں سوال پنجم کی چاروں صورتیں تو بلاشبہ جائز ہیں اور سوال چہارم  
کی بھی سب صورتیں روا، مگر جس میں فقیر کو نصف صاع سے کم دینا ہو اس میں قول راجح عدم جواز ہے،  
سراجیہ و درمختار و ہندیہ وغیرہ میں اسی پر جزم کیا اور یہی مختار امام ابو اللیث ہے۔

سراجیہ میں ہے کہ ایک نماز کا فدیہ دو فقراء کو دینا  
جائز نہیں اور درمیں ہے اگر کسی فقیر کو  
نصف صاع سے کم دیا تو جائز نہ ہوگا، ہاں اگر  
اسے تمام دے دیا تو جائز ہے اور ہندیہ میں  
تاکثر خانہ سے وہاں ولوالجیہ سے ہے کہ اگر کسی  
نے پانچ نمازوں کا فدیہ نو مد ایک فقیر کو دیا اور  
ایک مد ایک فقیر کو، توفیقہ ابو اللیث کہتے ہیں کہ  
وہ فدیہ چار نمازوں کا ادا ہو جائے گا پانچویں

فی السراجیة لا يجوز ان يؤدع عن  
صلوة لفقرین اھ وفي الدر نوادی للفقیہ  
اقل من نصف صاع لم یجز ولو اعطاة  
الکل جائز اھ وفي الہندیة عن التآرخانیة  
عن المولوالجیة لو دفع عن خمس  
صلوات تسع امنات لفقیرواحد  
ومنا لفقیرواحد اختار الفقیہ انه یجوز  
عن اربع صلوات ولا یجوز عن

لہ الفتاویٰ الہندیہ الباب الثامن فی صدقة الفطر نورانی کتب خانہ پشاور ۱۹۱/۱  
لہ باب الناسک مع ارشاد الساری فصل فی احکام الصدقة دارالکتب العربیہ بیروت ص ۶۴  
لہ فتاویٰ سراجیہ باب قضاء الفوائت نوکشتور کھنؤ ص ۱۷  
لہ درمختار " " مجتہبی دہلی ۱۰۱/۱

الصلوة الخامسة **أه** وفي البحوث قال أبو بكر  
الاسكاف يجوز ذلك كله وقال أبو القاسم  
وهو اختيار الفقيه ابن الليث يجوز عن  
أربع صلوات دون الخامسة لأنه متفرق  
ولا يجوز أن يعطى كل مسكين أقل من  
نصف صاع في كفارة اليمين فكذا هذا  
فالحاصل أن كفارة الصلوة تفارق كفارة  
اليمين في حق أنه لا يشترط فيها العدد و  
توافقها من حيث أنه لو أدى أقل من  
نصف صاع إلى فقير واحد لا يجوز **أه** وفي  
ظهار التنوير جاز لو اطعم واحد استين  
يومًا **اه** قلت فإذا جاز هذا فيما يشترط فيه  
التعدد فما لا يشترط فيه أولى بالجواز.

کا نہیں **اھ** بحر میں ہے کہ شیخ ابو بکر اسکاف نے کہا  
کہ وہ تمام نمازوں کا فدیہ ہوگا، ابو القاسم کہتے ہیں  
اور یہی فقیر ابو اللیث کا مختار ہے کہ یہ چار نمازوں کا  
فدیہ ہوگا یا پانچویں کا نہیں کیونکہ اس سے تفریق ہوگئی  
اور کفارۃ قسم میں ہر مسکین کو نصف صاع سے کم نہیں  
دیا جاسکتا یہاں بھی حکم اسی طرح ہے، تو حاصل  
یہ ہوا کہ نماز کا کفارہ اس لحاظ سے کفارۃ قسم سے  
الگ ہے کہ اس میں تعدد و شرط نہیں، اور اس لحاظ سے  
موافقی ہے کہ اگر ایک فقیر کو نصف صاع سے کم  
دیا جائے تو جائز نہیں **اھ** تنویر کے مسئلہ ظہار میں ہے کہ  
اگر ایک ہی فقیر کو سات دن کھانا کھلایا تو یہ جائز  
ہوگا **اھ** قلت جب یہ وہاں جائز یہاں تعدد و شرط ہے  
تو وہاں بطریق اولیٰ جائز ہونا چاہیے جہاں تعدد و شرط  
نہیں ہے۔ (ت)

(۶) مصرف اس کا مثل مصرف صدقہ فطر و کفارۃ یمین و سائر کفارات و صدقات و واجب ہے بلکہ کسی  
باشعشہ مثلاً شیخ علوی یا عباسی کو بھی نہیں دے سکتے۔ غنی یا غنی مرد کے نابالغ فقیر بچے کو نہیں دے سکتے، کافر  
کو نہیں دے سکتے، جو صاحب فدیہ کی اولاد میں ہے جیسے بیابلی پوتا پتی نواسا نواسی، یا صاحب فدیہ جس کی  
اولاد میں ہے جیسے ماں باپ زاد ادائی ناننانی انھیں نہیں دے سکتے۔ اور اقربا مثلاً بہن بھائی، چچا، ماموں  
خالہ، پھوپھی، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی ان کو دے سکتے ہیں جبکہ اور موانع نہ ہوں، یونہی نوکروں کو جبکہ اُجرت  
میں محسوب نہ کریں۔

فی رد المحتار مصرف الزکوٰۃ ہو مصرف رد المحتار میں ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے صدقۃ الفطر،

۱۲۵/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	باب قضاء القوائت	لہ الفتاویٰ الہندیہ
۹۱/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	"	لہ البحر الرائق
۲۵۱/۱	مجتبائی دہلی	باب الکفارة	لہ تنویر الابصار متن و مختار

کفارہ، نذر اور دیگر صدقات واجبہ کا بھی وہی مصرف ہے قسطنی اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) یہ اس راہ کو اختیار کیا گیا جو امام ابو یوسف سے مروی قول کی تصحیح کے مطابق ہے کہ صدقات واجبہ کسی کا فرضی کو دینا ناجائز ہے۔ درمیں ہے ذمی کو (زکوٰۃ) نہیں دی جاسکتی البتہ زکوٰۃ، عشر اور خراج کے علاوہ صدقات ذمی کو دئے جاسکتے تھے خواہ وہ صدقہ واجبہ ہی ہوں مثلاً نذر، کفارہ اور صدقہ فطر، اس میں امام ابو یوسف کا اختلاف ہے، امام نووی کے قول پر حاوی مقدسی نے فتویٰ دیا ہے اللہ اور اسی میں ہے اگر معلم نے اپنے خلیفہ کو زکوٰۃ دی اگر وہ اس طرح کام کرتا ہے کہ اگر معلم نہ دیتا تب بھی وہ اس کا کام کرتا ایسی صورت میں دینا درست ہے ورنہ نہیں اور معراج الدرایہ اور ہندیہ میں ہے اسی طرح حکم ہے

ایضا الصدقة المفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة كما في القهستاني اقول وهو متمش على تصحيح ما عت ابی یوسف من عدم رجوانه شی من الصدقات الواجبة لکافر ذمی قال فی الدر لا تدفع (ای الزکوٰۃ) الی ذمی وجائز دفع غیرها و غیر العشر والخراج الیه ای الذمی و لو واجبا کنذر و کفارة و فطرة خلا فاللشافی و بقوله یفتی حاوی القدسی <sup>رحمہ</sup> و فیہ لو دفعها المعلم لخلیفة ان کانت بحیث یعمل له لولم یعطه صم والا لا <sup>رحمہ</sup> و فی معراج الدساریۃ ثم الهندیۃ و کذا ما یدفع الی الخدم من الرجال والنساء فی الاعیاد و غیرها بنیۃ الزکوٰۃ <sup>رحمہ</sup>

اس رقم کا جو بنیبت زکوٰۃ عید وغیرہ کے موقع پر خدام مردوں یا عورتوں کو دی جاتی ہے (ت)

صدقات واجبہ زوجین کو بھی نہیں دے سکتے اقول فدیۃ نماز و روزہ جب بعد مرگ دیا جائے تو مقتضائے نظر فقہی یہ ہے کہ زوج کا فدیہ شوہر فقیر کو فوراً اور شوہر کا زوجہ فقیرہ کو بعد عدت گزارنے کے دینا جائز ہو کہ اب زوجیت نہ رہی اور شوہر زوجہ کے مرتے ہی اجنبی ہو جاتا ہے و لہذا اسے مس جائز نہیں۔

فی الدر المختار لا یصرف الی من بینہا نروجیۃ و لو مبائنة قال الشامح ای

۶۴/۲	مصطفیٰ البابی مصر	باب المصروف	لہ رد المختار
۱۳۱/۱	مجتبائی دہلی	"	لہ رد مختار
۱۳۲/۱	"	"	لہ "
۱۹۰/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب السابع فی المصارف	لہ الفتاویٰ الہندیۃ
۱۳۱/۱	مجتبائی دہلی	باب المصروف	لہ رد مختار



فی العدة ولو بثلاث نهى معراج الدراية اه  
 وفي رد المحتار عن بدائع الامام ملك العلماء  
 المرأة تغسل سر وجهها لان اباحة الغسل  
 مستفادة بالنكاح فلتبقى ما بقى النكاح والنكاح  
 بعد الصوت باق الى ان تنقضى العدة بخلاف  
 ما اذا ماتت فلا يغسلها لانتهاء ملك النكاح  
 لعدم المحل قصاص اجنبيا ، والله تعالى  
 اعلم۔  
 ہوجائے تو خاوند اسے غسل نہیں دے سکتا کیونکہ محل نہ رکھنے کی وجہ سے نكاح ختم ہو گیا لہذا اب خاوند اجنبی فستہ ار  
 پاسے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(۷) قیمت افضل ہے مگر قحط میں کھانا دینا بہتر،  
 فی الدر المختار دفع القيمة ای الدراهم  
 افضل من دفع العين علی المذهب المفتی  
 بہ جوہرۃ وبحر عن الظہیریۃ وهذا اخ  
 السعة اما فی الشدة فدفع العين افضل کیہ  
 در مختار میں ہے مفتی بہ مذہب کے مطابق قیمت یعنی  
 درہم کا ادا کرنا عین شے سے افضل ہے جوہرہ۔  
 اور بحر میں ظہیریہ سے ہے کہ یہ عام حالات یعنی  
 آسانی کے وقت ہے اگر کسی وقت شدت اور قحط  
 ہو تو عین شے کا دینا افضل ہوگا۔ (ت)

باقی احکام نقد و غلہ کیساں ہیں مگر وہ تفاوت جو خاصہ گندم و جو میں بسبب اعتبار وزن معتبر شرعی استقامت  
 لحاظ مالیت کا ہے مثلاً فرض کیجئے کہ نیم صاع گندم کی قیمت دو آنہ ہے اور ایک صاع جو کی ایک آنہ تو ایک آنہ  
 کی قیمت کی کوئی چیز کپڑا، کتاب، چاول، باجرا وغیرہ یا بطحاظ قیمت جو دے سکتے ہیں اگرچہ گندم کی قیمت نہ ہوئی  
 مگر چارم صاع گندم کافی نہیں اگرچہ قیمت ان کی بھی ایک صاع جو کے برابر ہوگی کہ چار چیزیں جن پر نص شرعی وارد  
 ہو چکی ہے یعنی گندم، جو، خرما، کشمش ان میں قیمت کا اعتبار نہیں، جتنا وزن شرعاً واجب ہے اُس قدر دینا  
 ہوگا۔

۶۹/۲	مصطفیٰ البانی مصر	باب المصروف	سہ رد المحتار
۵۷۱/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الجنازہ	سہ ۷
۱۳۵/۱	مجتہدانی دہلی	باب الصدقة الفطر	سہ الدر المختار

فی محیط الاہام السرخسی ثم الهندیة ،  
لوادی ربع صاع من حنطة جیدة تبلغ  
قیمتہ قیمۃ نصف صاع من شعیر لایجوز  
عن الكل ، بل یقع عن نفسه و علیہ  
تکمیل الباقی و کذا لایجوز ربع صاع  
من حنطة عن صاع من شعیر مخصصاً فی  
البدائع لان القیمۃ انما تعتبر فی غیر  
النصوص علیہ

محیط امام سرخسی پھر ہندیہ میں ہے کہ اگر کسی نے ایسی  
جید گندم کا چوتھائی صاع ادا کیا جس کی قیمت جو کے  
نصف صاع کو پہنچ جاتی ہے تو یہ کل کی طرف سے  
جائز نہیں بلکہ یہ اپنی طرف سے عطیہ ہے ، باقی کی  
تکمیل کرنا اس پر لازم ہوگا ، اور اسی طرح گندم کا  
چوتھائی صاع جو جو کے صاع کی قیمت کو پہنچ جائے  
وینا جائز نہیں اور بدائع میں ہے کیونکہ قیمت کا  
اعتبار وہاں ہے یہاں نص میں عین کی تصریح نہیں

قیمت میں نرخ بازار آج کا معتبر نہ ہوگا جس دن ادا کر رہے ہیں بلکہ روزِ قرب کا مثلاً اُس دن  
نیم صاع گندم کی قیمت دو آنے تھی آج ایک آنہ ہے تو ایک آنہ کافی نہ ہوگا ۔ دو آنے دینا لازم ، اور ایک  
آنہ تھی اب دو آنے ہو گئی تو دو آنے ضرور نہیں ایک آنہ کافی ۔

فی الدر المختار جاز دفع القیمۃ فی زکوۃ  
وعشر وخراج وفطرۃ ونذر و کفارۃ  
غیر العتاق وتعتبر القیمۃ یوم الوجوب  
دقلاً یوم الاداء علیہ  
در مختار میں ہے کہ زکوۃ ، عشر ، خراج ، صدقہ فطر ،  
نذر ، عتاق کے علاوہ کفارہ میں قیمت کا دینا جائز  
ہے اور قیمت یوم وجوب کے اعتبار سے ہوگی اور  
عاصمین کے رائے کے مطابق یوم ادا کی قیمت کا اعتبار  
کیا جائے گا (ت)

(۸) یہاں صورتیں متعدد ہیں ، فدیہ والا اپنی حیات میں فدیہ ادا کرتا ہے جیسے شیخ فانی روزے کا یا  
اُس کے بعد وارث بلا وصیت بطور خود دیتا ہے یا بحکم وصیت ادا کیا جاتا ہے اور در صورت وصیت مدیون پر  
یہ دین بعد موت مورث حادث ہوا ہے جیسے کسی نے ترکہ سے کوئی چیز خصب کر کے صرف کر ڈالی کہ اس کے  
تامان کا اس پر دین لازم آیا یا دین حیات مورث کا ہے تو یہ چار صورتیں ہیں ۔ صورت اخیرہ میں عدم صحت کا  
علم در مختار وغیرہ میں مصرح ہے یعنی زید پر نماز روزے وغیرہا کا فدیہ تھا اس نے وصیت کی کہ یہ میرے مال

۱۹۲/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب الثامن فی صدقۃ الفطر	لہ الفتاویٰ الحنفیۃ
۷۲/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	کتاب الزکوۃ	لہ بدائع الصنائع
۱۳۳/۱	مجتبائی دہلی	باب زکوۃ النعم	لہ الدر المختار

سے ادا کرنا عمر و فقیر حیات زید سے زید کا دیون تھا، وصی نے وہ دین فدیہ میں عمر کو چھوڑ دیا فدیہ ادا نہ ہوا  
 قال قبیل باب الوصی اوصی لصلواتہ وثلث  
 مالہ دیون علی المعسرین فترکہا  
 الوصی لهم عن الفدیة لم تجزہ ولا بد  
 من القبض ثم التصدق علیہم ولو  
 امرات یتصدق بالثلث فمات فغصب  
 غاصب ثلثها مثلاً واستہلکہ  
 فترکہ صدقة علیہ وهو معسر  
 یجزیہ لحصول قبضہ بعد الموت  
 بخلاف الدین، اکل من  
 القنیة أم فی رد المحتار  
 قوله اوصی لصلواتہ او  
 صیاماتہ، منح، قوله لم  
 تجزہ وقیل تجزیہ قال  
 فی القنیة قال استاذنا و  
 الاول احب الی حتی توجب  
 الروایة قوله بخلاف الدین  
 اعم فی المسألة السابقة فانه  
 مقبوض قبل الموت، بقی لو اوصی  
 بکفاسرة صلواتہ والمسألة  
 بحالہا هل یجزیہ لحصول  
 قبضہ بعد الموت او لا یراجع

باب الوصی سے فقیر ا پہلے ہے کسی نے اپنی نمازوں  
 پر فدیہ کی وصیت کی اور اس کے مال کا تہائی حصہ  
 تنگ دست لوگوں پر دین تھا اگر وصی نے وہ حصہ  
 ان تنگ دستوں پر نمازوں کے فدیہ کے طور پر  
 چھوڑ دیا تو کافی نہ ہوگا کیونکہ پہلے قبضہ ضروری ہے  
 اور اس کے بعد ان پر صدقہ کرے تو تب درست  
 ہوگا، اگر اس نے کہا میرا تہائی مال صدقہ کر دیا جائے  
 پھر وہ فوت ہو گیا اور کسی غاصب نے مثلاً تہائی  
 مال غصب کر لیا اور اسے ہلاک کر دیا (حالانکہ وہ  
 غریب تھا) وصی نے بطور صدقہ وہ مال اس سے  
 نہ لیا تو جائز ہوگا کیونکہ موت کے بعد وصی کو قبضہ  
 حاصل تھا بخلاف اس صورت کے جب مال کسی  
 پر قرض ہو، یہ مسائل قنیہ سے مروی ہیں اور رد المحتار  
 میں ہے قوله "فوت ہونے والے نے اپنی نمازوں  
 یا روزوں کے بارے میں وصیت کی" منح۔ قوله  
 "یہ کفایت نہیں کرے گا" لیکن بعض کے نزدیک  
 یہ کافی ہے۔ قنیہ میں ہے کہ ہمارے استاذ نے  
 فرمایا مجھے پہلا قول بہت عجیب ہے حتی کہ کوئی  
 دوسری روایت آجائے۔ قوله "بخلاف قرض"  
 یعنی گزشتہ مسئلہ میں کیونکہ مال موت سے پہلے  
 قبضہ میں نہیں ہوگا۔ باقی رہا یہ معاملہ کہ اگر کسی نے

۳۳۲/۲	مجتبائی دہلی	فصل فی وصایا الذمی	رد المحتار
۳۳۴/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	" " "	رد المحتار

امراد بقوله و المسألة بحالها  
مسألة الغصب ورأيتني كتبت  
عليه مانصه اقول والله  
التوفيق وله الحمد تبتني عندي  
مسألة التقديس والغصب على ان  
الوصية بالمال لا تناول الدين  
ما كانت ديناً فاذا صار عيناً  
بالقبض تناولته كما صرح به  
في الظهيرية حيث قال اذا كان  
مائة عين ومائة درهم على اجنبى دين  
فاوصى لرجل بثلاث ماله فانه  
ياخذ ثلث العين دون الدين  
الاترى ان حلف ان لا مال  
له وله ديون على الناس لم  
يحدث ثم ما خرج من  
الدين اخذ منه ثلثه  
حتى يخرج الدين كله  
لانه لما تعين الخارج  
مالاً، التحق بما كانت عيناً  
في الاستدعاء، ولا يقال  
لما لم يثبت حقه في الدين  
قبل ان يتعين كيف  
يثبت حقه فيه اذا  
تعين لان اقول مثل  
هذا غير ممتنع الاترى

نمازوں کے کفارہ کی وصیت کی اور صورت مذکورہ ہی  
ہو تو موت کے بعد حصول قبضہ کی وجہ سے یہ کافی ہوگا یا  
نہیں اس پر غور کیا جائے اور المسألة بحالہا سے  
مراد مسئلہ غصب ہے۔ رد المحتار کے حاشیہ پر بندہ نے  
جو کچھ تحریر کیا ہے وہ یہ ہے اقول اللہ کی توفیق اور  
اسی کے لیے حمد ہے سے کہتا ہوں میرے نزدیک فقہیہ  
اور غصب کا مسئلہ اس پر مبنی ہے کہ وصیت بالمال  
دین کو شامل ہی نہیں جب تک کہ وہ دین رہے  
ہاں جب وہ دین قبضہ کی وجہ سے عین ہو جائے تو پھر  
وصیت اسے شامل ہوگی جیسا کہ ظہیر میں ان الفاظ  
سے صراحت کی ہے کہ جب ایک سو درہم عین اور ایک سو  
درہم کسی اجنبی پر دین تھے تو فوت ہونے والے نے  
تمانی مال کی وصیت کی تو اب عین کی تمانی سے وہ مال  
یا جائے گا نہ کہ دین سے۔ کیا آپ کے علم میں نہیں  
اگر کوئی آدمی حلف اٹھاتا ہے کہ اس کے پاس مال  
نہیں حالانکہ اس نے لوگوں سے قرض لینا ہے تو اس  
کی قسم نہیں ٹوٹے گی، پھر دین میں جو حصہ خارج ہوگا  
اس سے تمانی یا جائے یہاں تک کہ سارا دین  
خارج ہو جائے کہ جب خارج ہونے والا مال متعین  
ہو جائے تو اس مال کے ساتھ لاحق ہو جائے گا جو  
ابتداءً ہی طور پر عین تھا یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ  
جب متعین ہونے سے پہلے دین میں مالک کا حق  
ثابت نہیں ہوا تو متعین ہو جانے کے بعد حق کیسے  
ثابت ہوگا کیونکہ ہم کہتے ہیں اس طرح کا معاملہ ممتنع  
نہیں ہوتا، کیا آپ نہیں جانتے کہ جس کے حق میں تمانی

ان الوصی لہ بشئ المال لا یثبت حقہ فی  
القصاص ومتى انقلب ما لا یثبت  
حقہ فیہ اءوبہ یحصل التوفیق بین  
قولى الخانیة لات. دخل الديون ای  
فی الوصیة بالمال والوصیة ان الدخول  
اجدر کما جئنا الیه فی منحة المخلوق  
فراجعها من شئ القضاء ففی مسألة الفدية  
لما کان الدین سابقا علی الموت وقد  
امراد الوصی استفاضة قبل القبض  
فیکون انفاذ الوصیة فیما لم تتناوله  
فلا یجوز ما لم یقبض فیتمددق و  
فی مسألة الغصب لما کان المال  
عینا عند الوفاة وانما حصل قبض  
الغاصب واستهلاكه وصیرورته دینا  
بعد الموت فقد تناولته الوصیة  
فجاز هذا ما ظہری وبہ یظہر الجواب عما  
توقف فیہ العلامة المحشی بقوله یراجع  
فانه لا غبار علیہ من هذه الجهة الا  
ان یثبت ان اداء الکفارات بترك الدین  
لا یجوز اصلا وفيه وقفة فلیراجع ویجوز  
ما کتبت علیہ ۔

مال کی وصیت کی گئی اس کا حق قصاص میں ثابت نہیں ہوتا  
جب تبدیل ہو کر مال بن جائے تو اس میں اس کا حق ثنابت  
ہو جائے گا اھ اس سے خانیہ اور وہبانیہ کے دونوں  
اقوال میں تطبیق ہو جائے گی۔ خانیہ میں ہے کہ دیون وصیت  
بالمال میں داخل نہیں ہوتے۔ وہبانیہ میں ہے کہ دیون  
کا اس میں دخول زیادہ مناسب ہے جیسا کہ فتوح الخانی  
میں اسی طرف میلان ہے تو اس کے لیے فتوح الخانی  
میں قضا کے متفرق مسائل کی طرف رجوع کرو۔ رہا مسئلہ  
فدیہ کا معاملہ تو دین موت سے پہلے تھا اور وصی نے  
قبضہ سے پہلے ہی اس کے استفاضة کا ارادہ کیا تو یہ  
وصیت کا ایسی چیز میں اجرا ہو گا جس کو یہ شامل ہی  
نہیں، تو جب تک قبضہ نہ ہو اور صدقہ نہ کیا جائے یہ جائز  
نہ ہو گا، اور مسئلہ غصب میں وفات کے وقت مال  
عین تھا، پھر غاصب کا قبضہ، اس کا اسے ہلاک کرنا  
اور اس کا دین بننا یہ سب موت کے بعد ہوا۔ ہے تو  
اسے وصیت شامل ہوگی تو اس طرح یہ جائز ہے۔  
یہ وہ تھا جو مجھ پر واضح ہوا۔ اور اس سے اس چیز کا  
جواب بھی آ گیا جس میں علامہ محشی نے لفظ یراجع  
سے توقف کیا کیونکہ اس اعتبار سے اس پر کوئی غبار  
نہیں، مگر جب یہ ثابت ہو جائے کہ کفارات کی ادائیگی  
ترک دین سے اصلاً جائز ہی نہیں اور اس میں توقف

ہے، چاہئے یہ کہ جو ہم نے تحریر کیا ہے اس تمام کا مطالعہ کیا جائے اھ میرا حاشیہ ختم ہوا۔ (ت)  
باقی صورت کا حکم قابل تفتیش و مراجعت ہے اقول و یا للہ التوفیق امر متحمل ہے اور قائل کہہ سکتا ہے  
کہ قاعدہ شرعیہ ادا کے کمال بہ کمال ہے نہ کمال بناقص۔ و لہذا اوقات ثلثہ میں کوئی نماز ادا و قضا رجائز  
نہیں، مگر آج کی عصر یا اس جنازہ کے نماز جو انہیں اوقات میں لایا گیا لتا دیہما حیثینکما وجبتا



والمسائل بتعلیلات تھا مذکور متونا و مشروحا (کیونکہ ان کی ادائیگی اس طرح ہو رہی ہے جس طرح وہ واجب ہوئے تھے اور یہ تمام مسائل اپنی تعلیلات کے ساتھ متون اور شروحات میں مذکور ہیں۔ ت) روزوں میں کوئی ناقص نہیں اور قضا نمازیں عموماً کامل ہیں و لہذا اکل کی عصر آج آفتاب ڈوبتے قضا نہیں کی جاسکتی اور جو مال کسی پر دین ہو جب تک وصول نہ ہو مال کامل نہیں ناقص ہے خصوصاً جبکہ کسی مفلس پر ہو کہ وہ تو گویا مردہ مال ہے و لہذا حاصل ملک مال کہ قبول وغنا نہیں ہوتا زید کے لاکھ روپے کسی مفلس پر قرض آتے ہوں جب تک پاس نصاب نہ ہو فقیر ہے خود زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

فی الاشباہ من له دين على مفلس مفر فقير  
على المختار

اشباہ میں ہے جس کا کسی ایسے شخص پر قرض ہو جو مفلس اقرار کرنے والا ہو تو مختار قول پر وہ فقیر ہے۔ بلکہ عرفاً دین کو مال ہی نہیں کہتے اگر لاکھوں قرض میں پھیلے ہوں اور پاس کچھ نہیں تو قسم کھا سکتا ہے کہ میرا کچھ مال نہیں کما تقدیر عن الظہیریۃ ومثلہ فی البحر والتنویر وغیرہا (جیسا کہ ظہیریہ کے حوالے سے پہلے گزرا، اس کی مثل بحر، تنویر اور دیگر کتب میں ہے۔ ت) و لہذا کسی عین یعنی نصاب موجود کی زکوٰۃ، دین بر نیست زکوٰۃ معاف کر دینے سے ادا نہیں ہو سکتی کہ نصاب موجود مال کامل ہے تو مال ناقص اس کی زکوٰۃ نہیں ہو سکتا بلکہ جو دین آئندہ ملنے کا ہے اس کی زکوٰۃ بھی معافی دین سے ادا نہ ہوگی کہ دین باقی دین ساقط سے بہتر ہے، دین ساقط اب کبھی مال نہیں ہو سکتا اور دین باقی میں احتمال ہے شاید وصول ہو کر مال ہو جائے، ہاں جو نصاب کسی فقیر پر دین تھی وہ کل یا بعض اسے معاف کر دے تو قدر معاف شدہ کی زکوٰۃ ساقط ہوگی کہ ناقص ناقص سے ادا ہو سکتا ہے۔

فی الدر المختار لو ابراء الفقير عن النصاب  
صح و سقط عنه، و اعلم ان  
اداء الدين عن الدين والعين  
عن العين وعن الدين يجوز  
واداء الدين عن العين  
وعن دين سيقبض لا يجوز  
في تبیین الحقائق لو كان له

ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی  
مجتبائی دہلی

لہ الاشباہ والنظار کتاب الزکوٰۃ  
لہ در مختار

دين على فقير فابراه عند سقط منه زكوة  
فوى به عن الزكوة اولاً لانه كالهلاك  
ولو ابراه عن البعض سقطت زكوة ذلك  
البعض لما قلنا وزكوة الباقي لا تسقط ولو  
فوى به الا اذا ١٠ عن الباقي لان الساقط  
ليس بمال والباقي يجوز ان يكون  
مالاً فكان الباقي خيراً منه فلا يجوز  
الساقط عنه ١١ -

وہیں تھا اس نے فقیر کو قرض سے بری کر دیا تو اس سے  
زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی خواہ اس سے زکوٰۃ کی اس  
نے نیت کی ہو یا نہ، اس لیے کہ یہ ہلاک ہو نیوالے  
مال کی طرح ہے اور اگر بعض نے ساقط کیا تو سابقہ  
دلیل کی بنا پر بعض سے ساقط ہو جائیگی لیکن باقی سے  
زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی اگرچہ باقی سے ادائیگی کی نیت  
کی گئی ہو کیونکہ جو ساقط ہے مال نہیں اور جو باقی  
ہے اس کا مال ہونا ممکن ہے تو باقی ساقط سے  
بہتر ٹھہرا لہذا اس سے سقوط نہیں ہوگا احد (ت)

یہ تقریر منیر بنوفیق القذیر اقتصار کرتی ہے کہ دین معاف کرنے سے فدیہ مطلقاً ادا نہ ہو جب تک  
وصول کر کے فدیہ میں نہ دیں، اس تقدیر پر وہ جملہ کہ ہندوؤں میں متعارف ہے اور بعض متاخرین  
فضلائے ہند نے اسے کشف الغطاء میں ذکر کیا کہ :  
متعارف چنان ست کہ حساب کنند سالہائے میت  
را داؤنی مدت بلوغ کہ در مرد دوازدہ سال و  
در زن نہ سال ست وضع کنند باقی را مقابل  
ہر شش نماز واجب شبانہ روز سہ صاع کامل  
گیرند و ماہ یا کامل سی روز اعتبار کنند تا فدیہ  
نماز ہائے یک سال کہ سی صد و شصت روز  
ست یک ہزار و ہشتاد صاع حاصل آید و  
پانزدہ صاع فدیہ رمضان افزائند ہرگی فدیہ تمام  
سال یک ہزار و نو و پنج صاع شود ہمیں طریق  
ساہائے تمام عمر را حساب کنند و حاصل آن را  
موانی قیمت مبلغ شخص نمایند و بنا بر ضرورت عسرت

معروف یہ ہے کہ میت کی عمر کے تمام سالوں کا حساب  
لگاتے ہیں، کم از کم مدت بلوغ جو مرد میں بارہ سال  
اور عورت میں نو سال ہے نکال کر باقی عمر ہر دن رات  
کی چھ نمازوں کے مقابل (اعتبار سے) تین صاع  
لیتے ہیں اور ہر ماہ کے تیس دن شمار کئے جاتے ہیں  
حتیٰ کہ ایک سال (جو تین سو ساٹھ دنوں کا ہے)  
کی نمازوں کا فدیہ ایک ہزار اسی صاع بنتا ہے  
اور ۱۵ صاع رمضان کا فدیہ زیادہ کرتے ہیں تو تمام  
سال کا فدیہ ایک ہزار پچانوے (۱۰۹۵) صاع  
ٹھہرا، پس اسی طریقے سے تمام سالوں کا حساب  
کر لیا جائے اور اس کے حاصل کے مطابق اس کی قیمت



طحاوی علی مرقی الافلاح میں کلہم فی الصوم (اس سب نے کتاب الصوم میں یہ مسئلہ ذکر کیا ہے) اسی کو علامہ عبد الغنی بن اسمعیل نابلسی قدس سرہ القدسی نے شرح ہدیہ ابن العمامہ میں اپنے والد ماجد علامہ اسمعیل بن عبد الغنی نابلسی محشی درر وغیر انھوں نے احکام الجنائز سے نقل فرمایا کما فی منہجہ الخالق (جیسا کہ منہجہ الخالق میں ہے۔ ت) اسی پر امام اجل ناصر الدین ابوالقاسم محمد بن یوسف حسینی سمرقندی نے ملقط میں نص فرمایا کما فی شرح مختصر الوقایہ لعبد العلی (جیسا کہ شرح مختصر الوقایہ عبد العلی میں ہے۔ ت) اسی طرح علامہ مدنی علائی نے درمستی شرح ملتقی اور علامہ شریف ابوالسعود ازہری نے شرح نور الایضاح میں تصریح فرمائی کما فی شرحہ للسید احمد المصری (جیسا کہ سید احمد مصری کی شرح میں ہے۔ ت) یہی تبیین المحارم علامہ سنان الدین یوسف مکی میں مذکور کما فی شفاء العلیل وبل العلیل للعلامة الشامی (جیسا کہ شفاء العلیل وبل العلیل للعلامة الشامی میں ہے۔ ت) یہ سب عبارات اور ان سے زائد اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں بلکہ شفاء العلیل سے ہمارے ائمہ کی کتب فروع و اصول کی طرف اس کی نسبت ظاہر۔

حيث قال اعلم ان المذكور فيما رأيت من كتب المتأخرين وعاواصولا انه اذا لم يوص بفدية الصوم يجوز ان يتبرع منه وليه وهو من له التصرف في ماله بوساطة او وصاية قالوا ولو لم يملك شيئا يستقرض لولي شيئا فيدفعه للفقير ثم يستوهبه منه ثم يدفعه لاخر وهكذا حتى يتم له قرض لى كرفيق كودى بغير اس سے بطور ہبہ واپس لے پھر فقیر کو دے، اسی طرح بار بار کیا جائے حتی کہ فدیہ پورا ہو جائے۔ (ت)

اور فاضل سید علامہ الدین شامی نے منہ الجلیل میں اسے متون و شروح و حواشی کی طرف نسبت کیا حيث قال والمنصوص في كلامهم متونا و شروحا وحواشی ان الذى يتولى اس کی عبارت یہ ہے متون، شروح اور حواشی میں یہ منصوص ہے یہ سارا کچھ ولی کر سکتا ہے، اور ولی

سے مراد وہ شخص ہے جو میت کے مال میں اس کی وصیت یا وارث ہونے کی حیثیت سے تصرف کر سکتا ہو اور میت اگر کسی شے کا مالک نہ ہو تو وارث اپنے مال سے بھی یہ حیلہ کر سکتا ہے تاکہ کسی فقیر کو دے پھر فقیر سے بطور ہبہ واپس لے اسی طرح کرے یہاں تک کہ مقصود حاصل ہو جائے۔

(د)

یرائے متقدمین سے لے کر ہمارے زمانے تک کے علمائے متاخرین کے نصوص ہیں جن میں سوا اُس طریقہ دور کے طریقہ دین کا اصل پتہ نہ دیا اور طریقت دور میں جو سخت تکلیف سے مخفی تھیں۔ وجیز امام کروری میں ہے،  
ان لو یکن له مال یتقرض نصف صاع و یعطیه المسکین ثم یتصدق به المسکین علی الوارث ثم الوارث الی المسکین ثم وشم حتی یتکم لكل صلوة نصف صاع کما ذکرنا۔  
اگر وارث کے پاس مال نہ ہو تو وارث نصف صاع قرض لے اور کسی مسکین کو دے پھر وہ مسکین اس وارث پر صدقہ کرے پھر وارث مسکین پر صدقہ کرے اسی طرح بار بار کیا جائے حتیٰ کہ ہر پر نماز کا صدقہ نصف صاع ہو جائے جیسے ہم ذکر کر آئے (د)

بعینہ اسی طرح نیم صاع بحر الرائق و خلاصہ و ہندیہ و طحاوی علی نور الایضاح و ابی السعد علی مسکین و ملتقط و برجندی و در مختار و غیرہ معتقات اسخاریں ہے۔ اب فرض کیجئے کہ زید نے بہتر سال کی عمر میں وفات پائی، بارہ برس نکال کر ساٹھ رہے۔ ہر سال کے دن تین سو ساٹھ رکعتیں جس طرح کشف الفطار میں اختیار کیا ہر سال قریب کبھی تین سو پچیس دن سے زائد نہیں ہوتا۔

هذا العرفی الماخوذ بالاهلة اما الحقیقی فیکون اقل منها بساعات کما فصل فی محله، اقول وکذا لاحاجة بنا الی اخذ الشمسية ثلثمائة و یدعی فی سال ہے جو چاند کی بنا پر ہوتا ہے، رہا حقیقی سال تو وہ اس سے کچھ ساعتیں کم ہوتا ہے جیسا کہ اس کی تفصیل اپنے مقام پر کی گئی ہے اقول اسی طرح ہر شمس سال تین سو پچیس دن کا لینے کی ضرورت





الذات سرخانیة (اگرچہ صحیح قول کے مطابق واجب نہیں جیسا کہ تانا رخانیہ میں ہے۔ ت) (۷) صدقاتِ فطر اپنے اور اپنے اہل و عیال کے جس قدر ادا نہ ہوئے ہوں (۸) جتنے ذرا فاسد ہوئے اور ان کی قضاء نہ کی (۹) جو جو غنیمتیں مانیں اور ادا نہ کیں (۱۰) زمین کا عشر یا خراج جو ادا سے رو گیا وغیرہ وغیرہ اشیائے کثیرہ

ان میں سے بعض کا تذکرہ رد المحتار میں ہے اس پر بہت سا اضافہ شفاء العلیل میں کیا اور منہ العلیل میں ان میں سے بڑی بڑی کی تفصیل ہے اگر تفصیل چاہتے ہو تو اس کی طرف رجوع کرو۔ رد مختار میں یہ ضابطہ کلیہ بیان کیا جس کا حاصل یہ ہے ہر وہ عبادت جو بدنی ہو (جیسے نماز) تو وصی اس کے مرنے کے بعد میت کی طرف سے ہر واجب کے عوض صدقۃ الفطر کی مقدار خیرہ دے اگر عبادت مالی ہو مثلاً زکوٰۃ تو وصی مقدار واجب میت کی طرف سے ادا کرے اور اگر مالی و بدنی کا مرکب ہو جیسے حج تو کسی شخص کو بھیج کر میت کے مال سے حج کرائے کہ ان فی البحر اھ قلت بحر کلام بہت جامع اور نافع ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ نماز، روزے کی طرح ہے، اور ہر روز کے عوض نصف صاع ادا کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے بقیہ حقوق کا معاملہ بھی اسی طرح ہے خزانہ مالہ ہوں یا بدنی عبادت محض ہوں یا اس میں ذمہ داری کا پہلو بھی ہو مثلاً صدقۃ الفطر یا اس کا عکس ہو مثلاً عشر یا اس میں محض ذمہ داری ہو مثلاً نفقات یا اس میں معنی عقوبت ہو مثلاً کفارات اھ (ملخصاً) (ت)

ان کے لیے کوئی حد معین نہیں کر سکتے اس قدر ہونا چاہئے کہ برائت ذمہ پر ظن حاصل ہو واللہ تعالیٰ یقبل الحسنات و یقبل السيئات (اللہ تعالیٰ حسنات کو قبول کرے اور برائیوں کو ختم کرے۔ ت)

ان ہزاروں لاکھوں بار کے ہیر پھیر کی دقت دیکھئے اور اس ہندی طریقہ کی سہولت کو ایک ہی دفعہ میں اُس کے اور اس کی سائت پشت کے تمام انواع و اقسام کے فدیے کفارے، مواخذے و وحرف کہنے میں معاً ادا ہو سکتے ہیں تو اولیٰ تا آخر تمام علمائے مذہب کا اس کلفت کے اختیار اور اس سہولت کے ترک پر اتفاق قرینہ واضح ہے کہ اُن کے نزدیک اُس آسانی کی طرف راہِ مذتھی و رندہ اسے چھوڑ کر اس مشقت پر اہلباق نہ ہونا بالکل دین سے فدیہ ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں،

ایک وہ کہ درمختار کتاب الوصایا عبارت مذکورہ سابقہ میں ذکر فرمائی کہ مدیون سے دین وصول کر کے بعد قبضہ پھر اسے فدیہ میں دے دے۔

دوسری وہ کہ درمختار کتاب الزکوٰۃ میں مذکور ہوئی کہ مال فدیہ میں دے کر آتے ہیں واپس کرے اگر مدیون نہ دینا چاہے ہاتھ بڑھا کر لے لے کہ اپنا عین حق لیتا ہے۔

حیث قال وحيلة الجواز ان يعطى مديونه الفقير من كوته ثم ياخذها عن دينه ولو امتنع المديون مديده واخذها لكونه ظفرا بجنس حقه فان ما نعد مرفعه للقاضي لے لے، اگر مقرر نہ دے تو اس کا ہاتھ پکڑ کر چھین لے کیونکہ اسے اس کے حق کی بخش ملی ہے پھر اگر مدیون فقیر مزاحمت کرے تو اس کو قاضی کے پاس لے جائے کہ وہ اس سے دلوادے گا۔ (ت)

اسی طرح ذخیرہ و ہندیہ و اشباہ وغیرہ میں ہے باقی یہ صورت کہ جو دین فقیر پر آتا تھا یا اب اس کے ہاتھ کچھ بیچ کر مدیون کر لیا یہ فدیہ میں چھوڑ دیا جائے اس کے جواز کا پتا کلمات علماء سے اصل نہیں چلتا بلکہ ظاہر عدم جواز مفہوم ہوتا ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ جب تک مشائخ مذہب سے اُس کے جواز کے پتے کی تصریح نہ ملے ایسے امر پر اقدام نہ کیا جائے هذا ما ظہری والعلم بالحق عند ربی (یہ عجیب و غریب ہوا ہے اور حق کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ ت)

فائدہ : علماء نے حتی الامکان تسکین و در پر نظر فرمائی ہے، علامہ شمس قسستانی نے تین صاع سے دو فرض کیا کہ ہر بار میں ایک دن کامل کی نماز ادا ہو۔ احکام الجنائز میں چار ہزار بہتر درم سے دو رکھا کہ اُن اعصار و امصار کے حساب سے ہر دور میں ایک سال کی نماز کا فدیہ ہو۔ رد المحتار میں دو ایک سال

ذکر کر کے کہا اس سے زیادہ قرض لے تو ہر بار میں زیادہ ساقط ہو،

ویشمل کل ذلک وما سواہ ما فی منۃ الجلیل  
وہما تعارفہ الناس ونص علیہ اہل  
المذہب ان الواجب اذا کثر اذاروا صوة  
مشتعلۃ علی نقود او غیرہا کجواہر او حلی  
او ساعۃ وبنوا الامر علی اعتبار القیمۃ الخ  
یہ سب واضحات ہیں اور ہر فہیم بعد ارک حساب حتی المقدور تخفیف دور کر سکتا ہے یہاں تک کہ اگر  
ممکن ہو کہ جس قدر اموال تمام فدیوں کفاروں مطالبوں کی بابت محسوب ہوئے سب دفعۃً تھوڑی دیر کے لیے  
کسی سے قرض مل سکیں تو دور کی حاجت ہی نہ رہے گی کہ کوئی شے اُسے اموال کے عوض فقیر کے ہاتھ  
بیچے، اور اگر کفارہ قسم بھی شامل ہے تو دس کے ہاتھ۔ پھر وہ اموال قرضہ گرفتہ فدیہ میں دے کر شے بلیع کو  
نمن میں لے لے اور حسبِ قدرت فقراء کو کچھ دے کہ اُن کا دل خوش کرے، ہنوز اس مسئلہ میں بہت  
تفصیل باقی ہیں کہ بخیاں طول ان کے ذکر سے عنان کشی ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) دینے والے کی نیت کافی ہے لفظ کی حاجت نہیں،

کما صرحوا بہ فی الزکوۃ وقال العلامة  
السید الحموی فی شرح الاشباہ والنظائر العبۃ  
لنیۃ الدافع لا لعلم المدفع الیہ اھ و  
فی رد المحتار لا اعتبار بالتسمیۃ الخ و  
قد فصّلنا فی زکوۃ فئاؤنا۔  
جیسا کہ مسئلہ زکوۃ میں اس کی تصریح موجود ہے  
علامہ سیّد حموی نے شرح الاشباہ والنظائر میں  
فرمایا دینے والے کی نیت کا اعتبار ہے اسے معلوم  
ہونا ضروری نہیں جسے دی جا رہی ہو اور رد المحتار میں  
ہے زبان سے نام لینے کا اعتبار نہیں الخ ہم نے

اس کی پوری تفصیل اپنے فتاویٰ کے کتاب الزکوۃ میں دی ہے۔ (ت)

مگر زبان سے بھی کہہ دینے کو علماء مناسب بتاتے ہیں یہاں تک کہ طریقہ ادا میں میت کے باپ دادا  
تک کا نام لینا فرماتے ہیں کہ مسکین سے کہا جائے یہ مالی تجھے فلاں بن فلاں کے اتنے روزوں یا اتنی

لے منۃ الجلیل رسالہ من رسائل ابن عابدین الراسخون  
لے غز العین البصار مع الاشباہ والنظائر کتاب الزکوۃ  
لے رد المحتار دار احیاء التراث العربی بیروت  
سہیل اکیڈمی لاہور ۲۱۲/۱  
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲۲۱/۱  
۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۱/۲

نمازوں کے فدیہ میں دیا کہ میں نے قبول کیا، شرح نقایہ علامہ قسستانی میں ہے،

یَنْبَغِي أَنْ يَقُولَ الدَّافِعُ لِلْمُسْكِينِ فِي كُلِّ مَرَّةٍ  
أَنِّي أَدْفَعُكَ مَالَ كَذَا الْفَدْيَةِ صَوْمِ كَذَا  
لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ مَالِ فُلَانِ الْمُتَوَفَّى وَيَقُولُ  
الْمُسْكِينُ قَبْلَتَهُ ۚ

قبول کیا۔ (ت)

منہج الخالق وشرح ہدیۃ ابن عمار و احکام الجنائز میں ہے،

يَقُولُ الْمُسْقِنُ لِوَاحِدٍ مِنَ الْقَرَاهِكُذِ أَفْلَانِ بْنِ  
فُلَانٍ وَيَذْكُرُ اسْمَهُ أَبِيهِ فَاَتَتْهُ صَلَواتُ  
سَنَةِ هَذِهِ فَدَيْتَهَا مِنْ مَالِهِ نَمْلَكَ كَذَا يَا هَا  
وَيَعْلَمُ أَنَّ الْمَالَ الْمُدْفُوعَ إِلَيْهِ صَارَ  
مِلْكًا لَهُ ثُمَّ يَقُولُ الْفَقِيرُ هَكَذَا وَأَنَا  
قَبْلَتُهَا وَتَمْلِكُهَا مِنْكَ ۚ

وارث فقرا میں سے کسی ایک کو یوں کہے کہ یہ فلاں بن فلاں  
ہے، میت کا نام اس کے والد کا نام ذکر کر کے کہے  
اس کی سال کی نمازیں فوت ہو گئی تھیں ہم ان کے  
فدیہ کے طور پر اس مال کا تجھے مالک بنا رہے ہیں  
اور وہ مال فقیر کی ملک میں چلانا معلوم کرے، پھر  
فقیر یوں کہے میں نے قبول کیا اور تجھ سے اسے اپنی  
ملک میں لیا۔ (ت)

پُر ظاہر کہ یہ سب اولویتیں ہیں جن پر توقف ادا نہیں،

كَمَا عَلِمْتَ فَلَا تَنْظُرْ لِمَا يُوْهِمُهُ كَلَامُ الْفَاضِلِ  
الْمُعَاصِرِ فِي مَنَةِ الْجَلِيلِ حَيْثُ قَالَ وَ  
يَدْفَعُ عَنْ الْجَنَائِزَةِ عَلَى الْحَرَمِ وَالْأَحْرَامِ  
مِمَّا يُوجِبُ دَمًا أَوْ صَدَقَةً نَصَفَ صَاعٍ  
أَوْ دُونَ ذَلِكَ فَلَا يَدْرِي مِنَ التَّعَرُّضِ لِإِخْرَاجِهَا  
بِأَنَّهُ يَقَالُ خُذْ هَذَا عَنْ جَنَائِزَةِ عَلِيٍّ  
حَرَمًا أَوْ أَحْرَامًا ۚ وَانْهَاهَا لِوَجِبِ التَّعَرُّضِ  
فِي الذِّمَّةِ وَالْقَوْلِ يَعْمُ النَّفْسُ

جیسا کہ آپ جان چکے، اس کی طرف توجہ نہ کی جائے  
جس کا وہ ہم فاضل معاصر کے رسالہ منۃ الجلیل میں  
کلام سے پیدا ہو رہا ہے انھوں نے کہا حرم اور  
احرام میں جس جنائیت کی وجہ سے دم لازم آیا ہو یا  
نصف صاع صدقہ یا اس سے کم صدقہ لازم آیا ہو  
تو اس کے نکالتے وقت یہ کہنا ضروری ہے کہ یہ حرم  
یا احرام میں جنائیت کا فدیہ ہے تو اسے وصول کراؤ  
کیونکہ تعرض نیت میں ضروری ہے اور قول کلام نفسی

کے جامع الرموز فصل موجب الافساد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاسموس ایران ۱/ ۷۱-۷۰-۷۵

کے منہج الخالق حاشیہ بحر الرائق باب قضاء الفرائض ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۹۰

کے منہج الجلیل رسالہ من رسائل ابن عابدین الرسالہ الثامنة سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۲۲۴



فأفهم ، والله تعالى أعلم۔

کونسا مل ہوتا ہے ، فأفهم والله تعالى أعلم (د)

(۱۰) متعدد فرق ہیں ،

(۱) شیخ فانی اپنی حیات میں روزہ کافیر دے گا اور وہ کافی ہوگا۔ اگر زندگی میں عجز، نائل ہو کر قوت نہ آجائے مگر نماز کافیر نہیں دے سکتا کہ اس سے عجز مستتر متحقق نہیں ہوتا مگر دم واپس کھڑے ہو کر نہ ہو سکے بیٹھ کر پڑھے ، بیٹھ کر نہ ہو سکے لیٹ کر اشارہ سے پڑھے۔

(۲) شیخ فانی پر روزہ کافیر حیات میں دینا واجب ہے اگر قادر ہو ، بعد مرگ وجوب نہیں جب تک اپنے مال میں وصیت نہ کرے۔

(۳) شیخ فانی کہ زندگی میں روزہ کافیر دے اس کے کافی ہونے پر یقین کیا جائیگا کہ اس میں صراحۃً نص وارد ، یونہی اگر فدیہ روزہ کی وصیت کرے اور فدیہ روزہ بے وصیت اور فدیہ نماز بے وصیت میں شبہ ہے اور فدیہ نماز بے وصیت میں شبہ اقوی ، وحسبنا الله ونعم الوکیل۔

(۴) زندگی میں فدیہ صوم شیخ فانی پر اس کے کل مال میں ہے اور بعد مرگ بے وصیت کہے اہوازت ورثہ ثلث سے زائد میں نافذ نہ ہوگی۔

تنویر الابصار اور درمختار میں ہے اگر کوئی فوت ہوا اور اس کی نمازیں رہ گئی تھیں اور اس نے کفارہ کی وصیت کی تو ہر نماز کے عوض صدقہ قطر کے برابر فدیہ دیا جائے ، اسی طرح وتر اور روزے کا حکم ہے ، باقی یہ فدیہ صرف اس کے تہائی مال سے ادا کیا جائیگا اگر کسی نے اپنی نماز کافیر مرض موت میں دیا تو صحیح نہیں بخلاف روزہ کے کہ اس کافیر مرض موت میں دینا جائز ہے ، رد المحتار میں ہے جب کسی نے فدیہ صوم کی وصیت کی تو قطعاً جواز کا حکم دیا جائے اور اگر اس نے وصیت نہ کی مگر وارث نے بطور نفل فدیہ ادا کر دیا تو امام محمد نے زیادات میں فرمایا اگر

فی تنویر الابصار والمدار المختار لومات و علیہ صلوات فائتة و اوصی بالکفارة یعطى لكل صلوة كالقطرة وكذا الوتر و الصوم وانما يعطى من ثلث ماله ولو فدى عن صلواته في مرضه لا يصح بخلاف الصوم اذ ملخصا ، وفي رد المحتار اذا وصی بفدية الصوم يحكم بالجواز قطعاً ، واذا لم يوص فقل محمد في الزيادات يحجزیه

ان شاء اللہ تعالیٰ وکذا علقہ بالمشیتۃ فیما  
 اذا وصی بفدیۃ الصلوۃ فاذا العیوض  
 فالشبهة اقویٰ فی التنویر والدرفدی  
 لزوما عن العیت ولیہ بوصیۃ وان  
 تبرع ولیہ جائز ان شاء اللہ تعالیٰ وللشیخ  
 الفاضل یفدی وجوباً لوموسراً ومستی  
 قدر قضی لان استمرار العجز شرط  
 الخلیفہ (۱) الکل بالالتقاط وفی صوم  
 البحر الرائق وقید بالوصیۃ لانه  
 لولہ یا مولایلزم الورثۃ شیء کالزکوۃ  
 شرط ہے یعنی فدیہ کے روزے کا خلیفہ ہونے کے لیے دوام عجز شرط ہے یہ تمام عبارتیں اختصاراً ذکر  
 کی گئی ہیں۔ بحر الرائق کے باب الصوم میں ہے وصیت کے ساتھ مقید اس لیے کیا کہ اگر میت وصیت  
 نہ کرے تو ورثہ پر کوئی شے لازم نہ ہوگی، جیسا کہ زکوۃ کا معاملہ ہے۔ (ت)  
 ان کے سوا اور فرق ہیں کہ مطالعہ بحر الرائق وغیرہ سے ظاہر مگر مقدار فدیہ وغیرہ جس قدر احکام و مسائل  
 سابقہ میں مذکور ہوئے ان میں فدیہ حیات و ممات یکساں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم  
 (۱) نہ کہ نہیں ہے للشیخ الفاضل یفدی (شیخ فاضل فدیہ ادا کرے۔ ت) فقط غیر فانی پر  
 قضا فرض ہے پیش از قضا قضا آجائے تو فدیہ کی وصیت واجب، کما رد المحتار وغیرہ من الاسفار  
 (جیسا کہ رد المحتار اور دیگر کتب میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم  
 (۱۲) نہ فی البحر الرائق اولی لا یصوم عنه  
 ولا یصلی لحديث النسائی لا یصوم  
 بحر الرائق میں ہے ولی میت کی طرف سے نہ روزہ  
 رکھے نہ نماز پڑھے کیونکہ حدیث نسائی میں ہے کوئی

عہ ای فی سننہ الکبریٰ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ہ)

۵۴۱/۱	مصطفیٰ البانی مصر	باب قضا الفرائض	لہ رد المحتار
۱۵۳/۱	مجتبائی دہلی	باب ما یضد الصوم	لہ رد مختار
۲۸۴/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل فی العوارض	لہ البحر الرائق
ص ۷۰	" " "	" " "	لہ کنز الدقائق

احد عن احد ولا یصلی احد عن احد <sup>۱</sup>۔  
واللہ تعالیٰ اعلم۔  
پڑھے اور۔ واللہ تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ ۲۴۸ از شہر کتبہ بریلی مسئلہ محمد شفیع علی خاں مرحوم ۲۴ شعبان ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی عمر ۷۵ سال کی ہے اور بوجہ کمزوری کے برداشت اور طاقت روزہ رکھنے کی نہ ہو ایسی صورت میں اس کو کیا کرنا چاہئے اور کفارہ روزوں کا کس طرح ہو اور کفارہ ہر روز دیا جائے۔ بینوا تو بھرا

### الجواب

طاقت نہ ہونا ایک تو واقعی ہوتا ہے اور ایک کم ہمتی سے ہوتا ہے کم ہمتی کا کچھ اعتبار نہیں، اکثر اوقات شیطان دل میں ڈالتا ہے کہ ہم سے یہ کام ہرگز نہ ہو سکے اور کریں گے تو مرجائیں گے، بیمار پڑ جائیں گے، پھر جب خدا پر بھروسہ کر کے کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ادا کر دیتا ہے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچتا، معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا دھوکا تھا ۷۵ برس عمر میں بہت لوگ روزے رکھتے ہیں، ہاں ایسے کمزور بھی ہو سکتے ہیں کہ ستر ہی برس کی عمر میں نہ رکھ سکیں تو شیطان کے دوسو سوں سے بچ کر خوب صبح طور پر جانچ چاہئے، ایک بات تو یہ ہوتی، دوسری یہ کہ ان میں بعض کو گرمیوں میں روزہ کی طاقت واقعی نہیں ہوتی مگر جاڑوں میں رکھ سکتے ہیں یہ بھی کفارہ نہیں دے سکتے بلکہ گرمیوں میں قضا کر کے جاڑوں میں روزے رکھنا ان پر فرض ہے، تیسری بات یہ ہے کہ ان میں بعض لگاتار مہینہ بھر کے روزے نہیں رکھ سکتے مگر ایک دو دن بچ کر کے رکھ سکتے ہیں تو جتنے رکھ سکیں اُن سے رکھنا فرض ہے جتنے قضا ہو جائیں جاڑوں میں رکھ لیں، چوتھی بات یہ ہے کہ جس جوان یا بوڑھے کو کسی بیماری کے سبب ایسا ضعف ہو کہ روزہ نہیں رکھ سکتے انہیں بھی کفارہ دینے کی اجازت نہیں بلکہ بیماری بنانے کا انتظار کریں، اگر قبل شفا موت آجائے تو اس وقت کفارہ کی وصیت کر دیں، غرض یہ ہے کہ کفارہ اس وقت ہے کہ روزہ نہ گرمی میں رکھ سکیں نہ جاڑے میں، نہ لگاتار نہ متفرق، اور جس عذر کے سبب طاقت نہ ہو اُس عذر کے جانے کی امید نہ ہو، جیسے وہ بوڑھا کہ بڑھاپے نے اُسے ایسا ضعیف کر دیا کہ گندے دار روزے متفرق کر کے جاڑے میں بھی نہیں رکھ سکتا تو بڑھاپا تو جانے کی چیز نہیں ایسے شخص کو کفارہ کا حکم ہے، ہر روزے کے بدلے پونے دو سیر گیوں اٹھنی بھراؤ پر بریلی کی تول سے، یا ساڑھے تین سیر جو ایک روپیہ بھراؤ پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم، اسے کفارہ کا اختیار ہے کہ روز کار روز دے دے یا مہینہ بھر کا پہلے ہی ادا کر دے یا حتم ماہ کے بعد کئی فقیروں کو دے یا سب ایک ہی فقیر کو دے سب جائز ہے۔

مسئلہ ۲۴۹ از مدرسہ اہلسنت و جماعت بریلی مسئلہ مولوی اشرف علی صاحب طاب علم ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ  
ایک شخص نے انتقال کیا اور اس کے ذریعہ روزہ فرض اور کچھ وقفوں کی نماز رکھی گئی اب اس کی نماز روزہ  
کا فدیہ ادا کرنا چاہتے ہیں تو اس فدیہ کا کون مستحق ہے، کس قسم کے لوگوں کو دیا جائے؟ بینوا تو جروا

### الجواب

اس کے وہی مستحق ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں، فقیر محتاج مسلمان کہ نہ ہاشمی ہوں نہ اس کی اولاد، نہ یہ اُن کی

اولاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۰ از ماہر و شریف ضلع ایٹہ سرکار کلاں مدرسہ حضرت سید محمد میاں صاحب امت برکاتہم رب شعبان ۱۳۳۱ھ  
فدیہ صوم جو شخص فانی کے لیے ہو اس کی مقدار بحساب انگریزی اسی تولہ کے سیر سے کیا ہے اُس سے مطلع  
فرمایا جاؤں فتویٰ رضویہ میں فتویٰ باریق النور میں ایک صاع کی مقدار آٹھ رطل اور ہر رطل کی مقدار ۳۶ روپے بھر  
ہے اس حساب سے ایک صاع دو سو اٹھاسی روپیہ بھر ہوا مگر اس میں ایک سو اٹھاسی بھر لکھا ہے شاید  
غلطی سے لکھ گیا ہو مجھے خیال پڑتا ہے کہ سال گزشتہ کے اشتہار افطار و سحر میں صدقہ فطر کی مقدار سوادیس  
اور ایک اٹھنی انگریزی بھر لکھی ہوئی تھی یہ اس فتاویٰ کے مقدار صاع سے جو دو سو اٹھاسی ہو یا ایک سو  
اٹھاسی ہو بہر حال مختلف رہتی ہے میں صرف بحساب اسی تولہ سیر کے مقدار صدقہ فطر و فدیہ دریافت کرنا  
چاہتا ہوں فقط۔

### الجواب

صاع وہی دو سو ستر تولے ہے جس کا سکہ رانجہ ہند سے دو سو اٹھاسی روپے بھر وزن ہوا  
کہ یہ روپیہ سو اگیارہ ناشے ہے مگر احسن و احوط یہ ہے کہ گہیوں کا صدقہ جو کی صاع سے ادا کیا جائے  
یعنی جس پیمانہ میں ایک چوالیس روپے بھر جو آئیں اُس بھر گہیوں دے جائیں ظاہر ہے کہ گہیوں وزن  
میں زیادہ آئیں گے جو بے پھاری ہیں فقیر نے صاع شعیری حاصل کیا اور اس میں گہیوں بلا تکویم و تقصیر  
بھر کر تولے تو پورے تین سو اکادون روپے بھر ہوئے تو صدقہ فطر فدیہ صوم وغیرہ میں نیم صاع گندم کے  
اٹھنی اوپر پونے دو سو روپے بھر گہیوں دینا احوط ہے جس کے بریلی کے سیر سے اٹھنی بھر اوپر پونے دو سیر  
ہوئے اور اسی روپے بھر کے سیر سے اٹھنی بھر اوپر تین چھٹانک دو سیر ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۱ از گوندہ محلہ نبی گنج مکان مولوی نواز شمس احمد مسئلہ حافظ محمد سحیحی ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ  
شیخ فانی کی تعریف کیا ہے اور اُس کی عمر کی کچھ تعداد بھی معین ہے یا نہیں، احکام شرعیہ مثل نماز  
روزہ و وضو و غسل کے کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

## الجواب

شیخ فانی کی عمر اسی یا نوے سال لکھی ہے اور حقیقتہً بنائے حکم اس کی حالت پر ہے اگر سو برس کا ہو ڈھا روزہ پر قادر ہے شیخ فانی نہیں اور اگر وہ ستر برس میں بوجہ ضعف بینہ بڑھاپے سے ایسا زار و زار ہو جائے کہ روزہ کی طاقت نہ رہے تو شیخ فانی ہے۔ غرض شیخ فانی وہ ہے جسے بڑھاپے نے ایسا ضعیف کر دیا ہو، اور جب اُس ضعف کی علت بڑھاپا ہوگا تو اُس کے زوال کی اُمید نہیں اُسے روزے کے عوض فدیہ کا حکم ہے باقی نماز و طہارت کے بارہ میں پیرو جان سب کا ایک حکم ہے، جو جس وقت جس حالت میں جتنی بات سے معذور ہوگا بعذر ضرورت تا وقت ضرورت اُسے تخفیف دی جائے گی قال تعالیٰ لَا يَكُلِفُ اللَّهُ نَفْسًا آلًا وَ سَعْيَهَا (اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے اللہ ہر کسی کو اس کی طاقت کے مطابق ہی حکم دیتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔